بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فون نمبر ۹۴

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

الفضل

روزنامہ

ربوہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

یوم جمعرات

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۵ پیسے

جلد ۲۵/۶۰ | ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۹۰ھ ، ۲۱ صلح ۱۳۵۰ ہش ، ۲۱ جنوری ۱۹۷۱ء | نمبر ۱۸

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۰ صلح ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمدللہ حضور کی حرم محترمہ حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی طبیعت بھی بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے ثم الحمدللہ احباب جماعت حضور ایدہ اللہ اور حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی صحت و عافیت کے لئے التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

ربوہ ۲۰ صلح ۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمدللہ احباب جماعت حضرت سیدہ مدظلہا العالی کی صحت و عافیت اور درازیٔ عمر کے لئے باالتزام دعائیں جاری رکھیں۔

ربوہ ۲۰ صلح ۔ مکرم بشیر احمد صاحب رفیق امام مسجد لندن وہاں گیارہ سال تک فریضۂ تبلیغ ادا کرنے کے بعد مع اہل و عیال کل ۱۹ صلح (جنوری) کو بذریعہ سرگودہا ایکسپریس ربوہ تشریف لائے۔ اہل ربوہ نے کثیر تعداد میں ریلوے اسٹیشن پر پہنچ کر آپ کا پُر خلوص خیر مقدم کیا۔ احباب نے آپ کو بکثرت پھولوں کے ہار پہنائے اور مصافحہ و معانقہ کر کے آپ کو خوش آمدید کہا۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کا مرکز سلسلہ میں واپس آنا مبارک کرے اور خدمت دین کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔

مشرقی پاکستان کے طوفان زدہ بھائیوں کی امداد

جماعت احمدیہ انڈونیشیا کا عطیہ

انڈونیشیا سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ وہاں کی جماعت کے ایک وفد نے محترم رئیس التبلیغ صاحب کی زیر قیادت پاکستان ایمبیسی میں جا کر مشرقی پاکستان کے طوفان زدگان کے لئے پچاس ہزار کا چیک پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ انڈونیشیا کے ان احمدی احباب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور مشرقی پاکستان کے طوفان زدہ بھائیوں کی تکالیف دور فرما کر انہیں اپنے فضلوں رحمتوں اور برکتوں سے نوازے۔ آمین

(وکالت تبشیر)

لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ

اللہ تعالیٰ کے گذشتہ سال کے غیر معمولی فضلوں اور رحمتوں کا تقاضا ہے کہ ہم اپنی جد و جہد کو اس حد تک تیز کر دیں کہ انصار اللہ کا یہ مالی سال گذشتہ سب سالوں کے مقابلہ میں سنگ میل کی حیثیت اختیار کر جائے۔

(قائد مال انصار اللہ مرکزیہ)

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دنیا کی لذّتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خُدا سے جُدا کرتی ہیں

درد جس سے خدا راضی ہو اُس لذّت سے بہتر ہے جس سے خُدا ناراض ہو جائے

"اور چاہیئے کہ تم بھی ہمدردی اور اپنے نفسوں کے پاک کرنے سے رُوح القدس سے حصّہ لو کہ بجز رُوح القدس کے حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور نفسانی جذبات کو بکلّی چھوڑ کر خدا کی رضا کیلئے وہ راہ اختیار کرو جو اس سے زیادہ کوئی راہ تنگ نہ ہو۔ دنیا کی لذّتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جدا کرتی ہیں۔ اور خدا کیلئے تلخی کی زندگی اختیار کرو۔ درد جس سے خدا راضی ہو اس لذّت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے۔ اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اس فتح سے بہتر ہے جو موجب غضب الٰہی ہو۔ اس محبت کو چھوڑ دو جو خدا کے غضب کے قریب کرے۔ اگر تم صاف دل ہو کر اس کی طرف آجاؤ تو ہر ایک راہ میں وہ تمہاری مدد کرے گا اور کوئی دشمن تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا چھوڑ کر اپنی لذّات چھوڑ کر اپنی عزّت چھوڑ کر اپنا مال چھوڑ کر اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں تلخی نہ اٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے لیکن اگر تم تلخی اٹھا لو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آجاؤ گے۔ اور تم ان راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے لیکن تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں۔ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تقویٰ ایک ایسا درخت ہے جس کو دل میں لگانا چاہیئے۔ وہی پانی جس سے تقویٰ پرورش پاتی ہے تمام باغ کو سیراب کر دیتا ہے۔ تقویٰ ایک ایسی جڑ ہے کہ اگر وہ نہیں تو سب کچھ ہیچ ہے اور اگر وہ باقی رہے تو سب کچھ باقی ہے۔ انسان کو اس فضولی سے کیا فائدہ جو زبان سے خدا طلبی کا دعویٰ کرتا ہے لیکن قدم صدق نہیں رکھتا۔ دیکھو میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ آدمی ہلاک شدہ ہے جو دین کے ساتھ کچھ دنیا کی ملونی رکھتا ہے اور اس نفس سے جہنم بہت قریب ہے جس کے تمام ارادے خدا کے لئے نہیں ہیں بلکہ کچھ خدا کے لئے اور کچھ دنیا کے لئے۔ پس اگر تم دنیا کی ایک ذرّہ بھی ملونی اپنے اغراض میں رکھتے ہو تو تمہاری تمام عبادتیں عبث ہیں۔ اس صورت میں تم خدا کی پیروی نہیں کرتے بلکہ شیطان کی پیروی کرتے ہو۔ تم ہرگز توقع نہ کرو کہ ایسی حالت میں خدا تمہاری مدد کریگا۔ بلکہ تم اس حالت میں زمین کے کیڑے ہو اور تھوڑے ہی دنوں تک تم اس طرح ہلاک ہو جاؤ گے جس طرح کہ کیڑے ہلاک ہوتے ہیں اور تم میں خدا نہیں ہوگا بلکہ تمہیں ہلاک کر کے خدا خوش ہوگا۔ لیکن اگر تم اپنے نفس سے درحقیقت مر جاؤ گے تب تم خدا میں ظاہر ہو جاؤ گے اور خدا تمہارے ساتھ ہوگا۔ اور وہ گھر بابرکت ہوگا جس میں تم رہتے ہوگے اور ان دیواروں پر خدا کی رحمت نازل ہوگی جو تمہارے گھر کی دیواریں ہیں۔ اور وہ شہر بابرکت ہوگا۔ جہاں ایسا آدمی رہتا ہوگا۔"

(الوصیت صفحہ ۱۱-۱۲)

(مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ سے چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا)

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲۱ صلح ۱۳۵۰ہش

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس زمانہ کی بنیادی بیماری

جیسا کہ ہم بارہا ان کالموں میں واضح کر چکے ہیں اس زمانے کی بنیادی بیماری انکار وجود باری تعالیٰ ہے مادہ پرستی۔ یہاں تک اثر انداز ہو چکی ہے کہ وہ لوگ بھی جو الٰہی دین کے حامی ہیں اگر اپنے دلوں کو ٹٹولیں تو ان کو معلوم ہو جائے گا کہ اگرچہ وہ اللہ تعالیٰ کے وجود کے زبان سے قائل ہیں لیکن حقیقت میں وہ علیٰ وجہ البصیرت اس حقیقت پر ایمان نہیں رکھتے۔ یہ امر اس وقت زیادہ نمایاں ہو جاتا ہے جب ایک دہریہ باری تعالیٰ کا ثبوت ان سے طلب کرتا ہے اور وہ اس کی تسلی کرنے سے معذور ہو جاتے ہیں۔ آخر یہ سوال کہ کوئی ایسا وجود واقعی موجود ہے جو قادر مطلق ہے جس نے اس عالم کو خلق کیا ہے اور جو اس عظیم کارخانے کو چلا رہا ہے کوئی معمولی سوال نہیں ہے۔ آج کا تجرباتی ذہن ایسے وجود کا قائل محض قیاسات سے نہیں ہو سکتا۔ یہ درست ہے کہ ہم سینکڑوں وجودوں پر بغیر احساس حواس کے یقین رکھتے ہیں لیکن یہ کوئی مثبت ثبوت اس امر کا نہیں ہے کہ وہ وجود فی الواقعہ کوئی حقیقت رکھتے ہیں۔ بہت ممکن ہے کہ جس کو ہم حقیقی وجود سمجھتے ہیں وہ ہمارے حواس کی غلطی کی وجہ سے حقیقت معلوم ہوتی ہو۔ اور محض ہمارا وہم۔ ایسی ہزاروں باتیں ہیں کہ ہم نے ان کو حقیقت سمجھ لیا مگر بعد میں وہ محض ہمارا وہم ثابت ہوئیں۔ اسی طرح ایک دہریہ یہ استدلال کرتا ہے کہ جس کو آپ خدا تعالیٰ مانتے ہیں وہ وہم کے سوا کچھ نہیں۔

ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ کے وجود کا قائل بنانا کوئی آسان کام بھی نہیں اور نہ اتنا مشکل بھی ہے۔

قرآن کریم نے وجود باری تعالیٰ پر یہ دلیل بڑے زور سے اور بار بار کئی طریقوں سے سمجھائی ہے کہ اس پرحکمت کارخانہ کائنات کو خلق کرنے والی کوئی ہستی ضرور ہونی چاہیئے ایک منطقیانہ حیثیت سے یہ دلیل بڑی کاری ہے لیکن ایک متذبذب دہریہ اس دلیل کو کئی طریقوں سے ٹال سکتا ہے۔ اس کا سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ جب ہم کسی طرح اللہ تعالیٰ کے وجود پر تجربہ سے یقین نہیں کر سکتے تو ہو سکتا ہے کیا بلکہ فی الواقعہ ایسا ہے کہ خود مادہ میں کچھ قوتیں ہیں جو اتفاقاً مل جاتی ہیں اور زندگی ظہور پذیر ہو جاتی ہے جس طرح کیمیائی طریق سے اگر آکسیجن اور کاربن کو ملایا جائے تو آگ پیدا ہو جاتی ہے یا ہائیڈروجن اور آکسیجن ملکر پانی بن جاتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ہم تجربہ گاہ میں ویسا کرکے دکھا سکتے ہیں۔ اسی طرح کسی کیمیائی عمل کے نتیجہ میں زندگی ظہور پذیر ہو گئی ہے وغیرہ وغیرہ

ایک عام آدمی دہریہ کا یہ مسئلہ حل نہیں کر سکتا اور اس کو باری تعالیٰ کے وجود کا تجربیتہً ثبوت بہم نہیں پہنچا سکتا۔ چنانچہ آج تقریباً تمام دنیا جس میں اکثر خدا پرست بھی شامل ہیں نہ خود اللہ تعالیٰ پر ایسا ایمان رکھتے ہیں جس کو ہم ایمان علیٰ وجہ البصیرت کہہ سکتے ہیں اور نہ ایک دہریہ کو باری تعالیٰ کے وجود کا ایسا ثبوت دے سکتے ہیں جو مسکت جواب سمجھا جائے اور جس کو پاکر ایک دہریہ کوئی چارہ نہ کر سکے۔

سوال یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ فی الواقعہ موجود ہے تو ہمارے پاس اس کے وجود کا ایسا کیا ثبوت ہے جس کو ہم حق الیقین کہہ سکیں اور ایک دہریہ کو بھی اس سے قائل کر سکیں۔

حقیقت یہ ہے کہ آج بڑے سے بڑا خدا پرست بھی جو اسلام سے ناواقف ہے اور خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہے اس مسئلہ کو حل نہیں کر سکتا اور ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس کا جواب آج خود وہ لوگ بھی جو قرآن کریم کے علم کے دعویدار ہیں نہیں دے سکتے۔ کیونکہ مغربی مادہ پرستی اور تجرباتی دلیل ان پر بھی اثر انداز ہو چکی ہے اور وہ بھی بجائے قرآن کریم کے فلسفیانہ دلائل کے گورکھ دھندوں میں الجھ کر رہ گئے ہیں زیادہ سے زیادہ ان کے پاس پرحکمت کارخانہ کائنات کے ظہور میں آنے والی قرآنی دلیل ہے جس کا تجزیہ ہم اوپر کر چکے ہیں بیشک یہ بڑی اعلیٰ دلیل ہے مگر اس دلیل سے باری تعالیٰ کے متعلق وہ علم حاصل نہیں ہوتا جو مثلاً سیب کو چکھ کر سیب کے شیریں ہونے کا علم ہوتا ہے ایک دہریہ اس سے کم حیثیت ثبوت سے مطمئن نہیں ہو سکتا جس طرح وہ شان سیب کے شیریں ہونے کا اس وقت تک قائل نہیں ہو سکتا۔ جس نے پہلے کبھی نہ کھایا ہو۔ آپ اس کو لاکھ سمجھائیں کہ جس طرح چینی میں مٹھاس ہوتی ہے اسی طرح سیب میں بھی مٹھاس ہوتی ہے وہ بغیر سیب چکھنے کے اسکو نہیں مان سکتا بعینہٖ اسی طرح باری تعالیٰ کے وجود کے خواہ کتنے ہی قرائن پیش کریں ایک دہریہ انکار ہی کرتا چلا جائے گا۔ (باقی)

نصرت جہاں ریزرو فنڈ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کا ارشاد

اللہ تعالیٰ کے منشاء کے ماتحت جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے "نصرت جہاں ریزرو فنڈ" کے قیام کا اعلان فرمایا۔ تو حضور نے مخلصین جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"خدا تعالیٰ نے بڑی شدت سے میرے دل میں ڈالا ہے کہ تو میرے دین کی عظمت کے لئے اس جماعت سے قربانیاں مانگ اور تیری آواز پر لبیک کہتے ہوئے قربانیاں دے گی"

چنانچہ حضور کی آواز پر مخلصین جماعت نے والہانہ لبیک کہی۔ بعض نے تو اپنے وعدوں کے ساتھ ہی پوری کی پوری رقم ادا کر دی۔ اور اکثر دوستوں نے اپنے وعدوں کا ۲/۵ ادا کر دیا ہے۔ اب انکو وعدہ جات کے بقیہ حصہ کو پورا کرنے کی سعی ابھی سے شروع کر دینی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی قربانیوں کو قبول فرمائے آمین۔

(سیکرٹری نصرت جہاں ریزرو فنڈ)

ضروری تصحیح

اخبار الفضل ۱۴؍ صلح ۱۳۵۰ہش میں معطی حضرات کی جو فہرست شائع ہوئی ہے۔ اس میں نمبر ۳ پر اندراج اس طرح پڑھا جائے

	وعدہ	وصولی
مکرم نواب مسعود احمد خان صاحب منجانب حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی	۵۰۰	۵۰۰

(سیکرٹری نصرت جہاں ریزرو فنڈ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مولوی نورالدّین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ

چند یادیں اور تاثرات

(محترم صاحبزادہ عبدالرحیم خان صاحب خالد بارایٹ لاء ابن حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ آف مالیر کوٹلہ)

حضرت نورالدین اعظم خلیفہ اوّلؓ نہایت سادہ لباس تھے۔ پاجامہ تو جہاں تک میری یاد رہبری کرتی ہے میں نے شاید ہی پہنے کبھی دیکھا ہو۔ ممکن ہے موسم گرما کا لباس ہی حافظہ نے یاد رکھا ہو۔ جیسا میرا "امپریشن" (تاثر) ہے آپ تہبند پوش تھے۔ موٹا کھلی آستین کا کرتا جس کا کسی فیشن سے تعلق نہ تھا۔ گریباں ممکن ہے موسم سرما میں بند کر لیتے ہوں۔ مگر مجھے تو یہی یاد ہے کھلا گریبان سینے کے سفید بال باہر کو جھانکتے نظر آتے تھے۔ آپ کے ہونٹ اور ناک موٹے۔ سانولہ رنگ۔ ممکن ہے عمر بڑی ہونے کے باعث رنگ سانولہ پڑ گیا ہو۔ گول حنا سے رنگی ہوئی گھیرے دار داڑھی۔ مل ملا کر یہ سب اعضاءِ چہرہ آپ پر بہت پھبتے تھے۔ اس معمولی موٹے لباس کے ساتھ مجھے تو ان پر بہت پیار آتا تھا۔

جب درس کے لئے آپ شام کو مسجد اقصیٰ کی طرف جایا کرتے تھے لبسا اوقات آپ سے راستہ میں ملنا ہو جاتا تھا۔ آپ کے ہاتھ میں قد آدم ایک لٹھیا ہوا کرتی تھی جسے ٹیک کر آپ درس قرآن شریف دیا کرتے تھے۔ راستہ میں جب کبھی آپ سے ملنا ہو جاتا تو آپ نہایت محبت سے میرے بازو کو پکڑ کر ساتھ لے لیا کرتے تھے۔ میں بھی ادب سے آپ کے ساتھ ہو جاتا تھا۔ دو ایک باتیں کرنے کے بعد وہ سلسلۂ کلام پھر شروع فرماتے جو میری حاضری سے منقطع ہو چکا تھا۔ بہرحال آہستہ آہستہ مسجد میں ہمارا یہ مختصر سا قافلہ پہنچ جاتا۔ دراصل آپ نکلتے تو تنہا اور اکیلے مگر راستہ میں جو کوئی ملتا ساتھ ہو جاتا تھا۔ شام کے وقت ہم سب کی منزلِ مقصود مسجد ہی ہوتی تھی جہاں سب اس خیال سے جاتے تھے کہ آپ کے درس کو سُنیں۔ بالعموم میں آپ کے قریب ہی بیٹھا کرتا تھا۔ ایک دن بدقسمتی سمجھو یا خوش قسمتی تھی۔ آپ نے اپنا قرآن شریف نکال کر مجھے دیا اور فرمایا میاں آج کا درس نکال دو۔ کس کو معلوم تھا کہ اُس دن کا درس کونسا ہے۔ میرے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی اور میں کچھ مبہوت سا ہو گیا۔ مولوی اسمٰعیل صاحب مولوی و منشی فاضل نہایت نیک اور شریف انسان تھے۔ انہوں نے میری پریشانی کو میرے چہرہ سے پڑھ لیا۔ فرمانے لگے ختم سیپارہ۔ میں نے وہ نکال کر پیش کر دیا۔

فرمانے لگے میاں افسوس ہے تمہیں آج کا درس بھی معلوم نہیں۔ آپ کے اِس نوعیت کے ناراضگی کے الفاظ نے مجھے لاجواب بنا دیا۔ مگر مولوی اسمٰعیل صاحب، خدا ان کو وارثِ فردوس بنائے میری امداد کے طور پر فرمانے لگے حضور! آج کا درس یہی ہے۔ اللہ اللہ وہ عالم و فاضل، عمر میں بھی بزرگ، اپنی غلطی پا کر مجھ جیسے ۱۴-۱۵ سالہ بچے سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے میاں معاف کرنا مجھ سے ہی غلطی ہوئی۔ کیا اخلاق کی بلندی آپ نے پائی تھی۔

مولوی عبدالحی آپ کے فرزندِ اکبر بھی اس زمانہ میں ۱۳-۱۴ سالہ بچے تھے۔ ان کو مغرب اور عشاء کے درمیان آپ درس دیا کرتے تھے۔ میرے منجھلے بھائی میاں عبداللہ خان اور ملک غلام فرید جن کو ہم بابا غلام فرید کہا کرتے تھے، یہ ہمارے کلاس فیلو تھے۔ ان کی میاں عبداللہ خان سے بہت دوستی پیدا ہو گئی تھی۔ یہ نیک لڑکے تھے عبداللہ خان بھی ابتداء سے ہی دینی مشاغل میں دلچسپی رکھتے تھے۔ بہرحال انہوں نے والد سے اجازت لے کر اس درس میں روزانہ جانا شروع کر دیا۔ بابا غلام فرید کلاس میں بھی نہایت ہوشیار لڑکا تھا۔ یہ ہماری کلاس کا مانیٹر تھا۔ انہوں نے مجھے بھی ساتھ لیا۔ یہ درس حضرت خلیفہ اوّلؓ اپنے مکان میں ہی دیا کرتے تھے۔ ایک کچّا سا کوٹھا جس میں دس بیس آدمی بیٹھ سکتے تھے۔ کچّا فرش۔ مگر اس پر چٹائی پورے کمرے کے سائز میں بچھی رہتی تھی۔ ایک چمنی والا لیمپ۔ اور اس کی روشنی کسی طرح سے بھی اس کمرہ کے لئے کفایت نہیں کرتی تھی۔ پہلے دن بتاسے تقسیم کئے گئے۔ میری اور میاں عبداللہ خان کی موجودگی کو پا کر آپ نہایت خوش ہوئے۔ کتنے بڑے الفاظ آپ نے فرمائے کہ یہ کمرہ ان ہر دو بچوں کی موجودگی کے باعث نور سے بھر گیا ہے۔ یہ تو محض ترغیب و تحریص تھی ہم کیا چیز تھے وہ خود نور تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ کو چھوڑ کر ان کے علم و فضل کی روشنی سے قادیان جگمگا رہا تھا۔ میاں عبداللہ خان نے اس درس میں روشنی کی کمی کو محسوس کرتے ہوئے ایک گیس کا لیمپ مینٹل والا گھر سے لا کر لگا دیا۔ ہم بچّوں کے ساتھ بے حد شفقت فرماتے۔ متعدد بار کھڑے ہو کر تقریر فرماتے وقت میرے شانوں پہ اپنا ایک پاؤں رکھ دیتے اور میرے شانوں کو۔ بعض باتیں جو جوانی کی عمر کے قریب پہنچنے والوں کے لئے ان کی آئندہ زندگی کے لئے مفید ہوتیں ذہن نشین کرانے کے لئے۔ خوب ہلاتے بعض مرتبہ یہ بھی فرماتے "خوب سن لو نورالدین کی یہ نصیحت ہے ایک مرتبہ مولوی عبدالحی آپ کے فرزندِ اکبر کے درس میں آپ نے ہمارا امتحان لیا۔ نقیرا ایک لفظ قرآن شریف میں آتا ہے جس کا ترجمہ آپ نے چند دن پہلے فرمایا تھا۔ چنانچہ میاں عبداللہ خان سے پوچھا۔ وہ نہ بتلا سکے۔ پھر مولوی عبدالحی نے ہاتھ اٹھایا۔ ساتھ ہی میں نے ہاتھ اٹھایا۔ مولوی عبدالحی نے کہا کہ کھجور کے بیج میں کوئی چیز ہوتی ہے اسے "نقیرا" کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں درست ہے مگر قطعی صحیح نہیں۔ مجھ سے پوچھا۔ میں نے کہا کہ نقیرا کھجور کے اندر ایک پردہ ہوتا ہے۔ آپ نے صحیح بتلانے والے کے لئے ایک روپیہ انعام رکھا تھا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا نصف کے تم حقدار ہو نصف کا میرا بیٹا۔ مگر روپیہ آپ نے میری طرف پھینکا۔ مولوی عبدالحی کہنے لگے لاؤ میرا نصف۔ چنانچہ میں نے ان کو آٹھ آنے آپ کے سامنے ہی دے دیئے۔ کئی مرتبہ آپ نے ہم تینوں بھائیوں کو اپنے مکان پہ بلوایا اور نصائح کئے۔ مولوی عبدالحی کا درس معاً بعد مغرب ہوا کرتا تھا۔ محمود اللہ شاہ مرحوم جو میرے ہی ہم عمر تھے نماز پڑھایا کرتے تھے۔ ایک دن نماز مغرب شروع ہو گئی تھی۔ نماز کے دوران میں وہاں پہنچا۔ مع آپ کے سب نیچے چٹائیوں پر نماز پڑھ رہے تھے۔ لیکن حضرت خلیفہ ثانیؓ ایک چارپائی پر بیٹھے شریک جماعت تھے۔ محمود اللہ شاہ سے دریافت کیا۔ انہوں نے بتلایا میاں صاحب کو شدید سر درد ہے۔ میاں صاحب سے آپ کو بے حد محبت تھی اور بار بار لوگوں سے دریافت فرماتے اب طبیعت کیسی ہے جیّد حکیم ایسے تھے کہ ایک مرتبہ والد کو دانت کا درد تھا۔ حضرت مولوی صاحب نے آپ کو عجیب علاج تبلایا۔ اگر میں غلطی نہیں کرتا ہوں آپ نے انگوٹھے پر لہسن بندھوایا۔ بات تو عرصہ کی ہے، ممکن ہے اس بیان میں غلطی ہو۔ میرے والد کے انگشت پر چھالا پیدا ہو گیا اور ساتھ ہی دانت کا درد بند ہو گیا۔ (درست ہے۔ انگوٹھے اور انگشت شہادت کی درمیانی جگہ پر لہسن بندھوایا۔ وہاں چھالا اٹھا اور درد ختم ہو گیا۔ مبارکہ)

ہم ۱۹۰۹ء میں موجودہ والد کے رخصتانہ پر باہر کالج کے قریب "دارالسلام" کوٹھی میں چلے گئے۔ حضرت مولوی صاحبؓ وہاں گھوڑی پر سوار ہو کر تشریف لایا کرتے تھے۔ ان والدہ کے ہمارے گھر آنے پر آپ کا آنا جانا زیادہ ہو گیا تھا۔ والدہ کو اپنے بچّوں سے بھی زیادہ پیار کرتے تھے۔ ان سے جب ہم کلام ہوتے ان کا لہجہ بہت محبت بھرا ہوتا۔ گو میں بچّہ تھا۔ مگر اس وقت بھی مجھے اس خاص شفقتِ پدری کا احساس تھا! ور عموماً ان کے علاج کے لئے آیا کرتے تھے۔ کیونکہ بھائی اور بہنیں یکے بعد دیگرے پیدا ہوئیں۔ آپ خود ہی زچگی کے ایّام میں نگرانی فرماتے۔ عموماً میاں عبداللہ خان کی سبزی گھوڑی پر سوار ہو کر آیا کرتے تھے۔ آپ کو سواری کیلئے یہ گھوڑی بہت پسند تھی ایک مرتبہ یہ گھوڑی آنے میں تاخیر ہو گئی۔ شاید ہمارے ہاں آنے کے لئے آپ کو جلدی تھی۔ تو آپ مولوی عبدالحی کو منہ زور گھوڑی پر سوار ہو کر ہماری طرف آنے کیلئے عازم ہوئے! ابھی رتی چھلّہ وہ گھوڑی کا پہنچی تھی کہ گھوڑی منہ زور ہو گئی۔ بڑھاپے کا عالم تھا۔ گھوڑی سے گر پڑے۔ آنکھ کے پاس پیشانی سے نیچے چوٹ آئی جو کچھ عرصہ کے بعد Malignant (جان لیوا) بن گیا۔ ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب آپ کے معالج تھے۔ آپ (ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب) بہت نیک آدمی تھے مگر آپ کو تکیہ کلام کے طور پر ایک گالی زبان پہ چڑھی ہوئی تھی۔ ہر فقرہ میں اس گالی کا ضرور استعمال ہوتا تھا۔ ایک دن ڈاکٹر صاحب فرمانے لگے حضور! یہ (وہی گالی دے کر) زخم صحتیاب نہیں ہو رہا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کا زخم کو بے تکلّف وہ گالی دینا اور پھر آپ کے روبرو، لوگوں کو بہت مضحکہ خیز بات معلوم ہوئی۔ مگر لوگوں کو علم تھا کہ یہ ڈاکٹر صاحب کا تکیہ کلام ہے اور یہ مجبور ہیں۔ بہرحال یہ زخم جان لیوا بنا۔ آپ نہایت کمزور ہو گئے۔ اس سال جلسہ مدرسہ احمدیہ کے میدان میں قصبہ قادیان کے اندر منعقد ہوا۔ آپ کی آواز بہت کمزور تھی اور خطبہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی مختصر تھا۔

حضرت خلیفۃ ثانیؓ (قبل خلافت) کی کوشش سے حضرت خلیفۃ اولؓ کے اثر اور حکم سے ہمیں ہمارے والدؓ نے سکول میں داخل ہونے کی اجازت دے دی۔ حالانکہ میرے والد سکول میں داخل کرنے کے سخت خلاف تھے۔ ہماری عمریں ہماری تعلیم کے لحاظ سے بہت تجاوز کر گئی تھیں۔ میرے برادرِ اکبر عبدالرحمن خان صاحب تو چھوٹی کلاسز کے لئے کافی بڑی عمر کے ہو چکے تھے۔ اس لئے ان کو ایک قسم سے سبکی معلوم دیتی تھی کہ چھوٹے بھائی بڑی کلاسز میں لے لئے جائیں۔ چنانچہ انہوں نے اس بناء پر سکول چھوڑ دیا۔ میں نے اور میاں عبداللہ خان نے سلسلۂ تعلیم جاری رکھا۔ حضرت مولوی صاحبؓ نے مولوی صدرالدین صاحب ہیڈ ماسٹر کو بلا کر حکم دیا کہ ان کا خاص خیال رکھا جائے۔ مولوی صدرالدین صاحب خود بھی ہمیں انگریزی پڑھانے کے لئے وقت دیا کرتے تھے۔

ہماری پیدائش سے قبل آپ (حضرت خلیفۃ اولؓ) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حکم کے مطابق میرے والد کو قرآن شریف پڑھانے کے لئے ایک سال سے زائد تک شیروانی کوٹ میں جو ہمارا گاؤں ہے جہاں ایک وسیع مکان بنا ہوا تھا آکر ٹھہرے۔ ہمارے نام بھی آپ نے ہی رکھے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی پٹی تو پوری آپ نے ہم تینوں بھائیوں پر ختم کر دی الحمد میں ایک اور مجھ سے بھی چھوٹا بھائی تھا رب العالمین کا سلسلہ آغاز فرمایا کیونکہ مجھ سے چھوٹے بھائی کا نام عبدالرب بھی آپ نے ہی رکھا۔ (وہ فوت ہو گیا تھا چند روز کے بعد)

قادیان میں آپ کے مطب میں ایک دو مرتبہ مجھے جانے کا اتفاق ہوا۔ چٹائی کا فرش۔ کچا مکان۔ درمیان میں آپ تشریف فرما ہوتے۔ داہنے جانب مولوی قطب الدین صاحب نسخے دیکھ کر ادویہ تیار فرماتے۔ مریض اور غرباء کا جمگھٹ۔ اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ یہ امیر ہے یا وہ غریب ہے۔ جو پہلے آتا اسے دیکھتے۔ نباض غضب کے تھے۔ نبض سے ہی آپ سب بیمار روگ کا پتہ چلا لیتے۔ مریض سے بھی پوچھتے مگر بہت کم۔ نبض پر ہاتھ ہوتا اور ساتھ ہی آنکھیں بند کر لیتے۔ اسی طرح سے غرباء کے ساتھ سلوک۔ کوئی کہتا ہے غریب ہوں بچیاں اوپر تلے جوان ہو رہی ہیں شادی کا خرچ برداشت کرنے کی استطاعت نہیں۔ کوئی کہتا مدت سے بیمار ہوں تیماردار کوئی نہیں، ادویہ اور علاج کیلئے پیسہ نہیں۔ بہر حال بھانت بھانت کی ضروریات مسکین غریب پیش کرتے۔ مگر کسی کو ناں نہیں کرتے، فرماتے کہ اچھا بیٹھو جو قسمت میں ہوگا تم کو مل جائے گا۔ آپ کی حکمت کا چرچا قادیان سے باہر دُور دُور تھا۔ کوئی کارسپانڈنس (خط و کتابت) کے ذریعہ علاج کراتا۔ کوئی آدمی بھیج کر حال بتلاتا۔ کبھی کوئی امیر خود بھی آجاتا مہینوں رہ کر علاج کراتا۔ روپیہ ڈاک کے ذریعہ بھی مریض بعد شفا بھیجتے۔ بعض خود آکر پیسہ روپیہ دے کر جاتے۔ مگر آپ خدا پہ توکل کرکے جو کچھ آتا کبھی اپنے پاس کچھ نہیں رکھتے تھے۔ گھر سے ایک قلمدان لے کر مطب آتے وہی اٹھا کر لے جاتے۔ جو کچھ آتا وہ درجہ بدرجہ جو پہلے آیا اُسے یہ بول کر دیتے لو اٹھاؤ یہ تمہاری قسمت کا تم کو بھیجا گیا ہے۔ البتہ ایک شخص احمد دین نامی جو ایک آنکھ سے نابینا تھا قادیان کی سیدھی سادی فضا سے زیادہ ہوشیار اور چالاک تھا۔ وہ حضرت مولوی صاحبؓ سے بے تکلف باتیں بھی کر لیتا تھا اور آپ کی بیگم صاحبہ محترمہ صغریٰ صاحبہ کا بھی اعتباری شخص تھا۔ اس کو بیگم صاحبہ نے کہا ہوا تھا کہ مولوی صاحب خود تو کچھ کہہ کر نہیں دیتے تم ہی وہاں سے بے پتہ کچھ لے آیا کرو تا کہ ہنڈیا تو چولہے پر چڑھے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے اتنے سچے وفادار عاشق دوست کہ ایک مرتبہ حضرت صاحبؑ لاہور تھے یا کہیں اور۔ وہاں سے حضرت مولوی صاحبؓ کو تار بھیجا۔ آپ مطب میں بیٹھے ہوئے تھے۔ مولوی محمد علی صاحب ایم اے بھی اتفاقاً وہاں موجود تھے۔ آپ انگریزی خود نہ پڑھ سکتے تھے۔ تار جب آپ کو ملی تو آپ نے مولوی محمد علی کو تار دے کر کہا بتلاؤ اس میں کیا لکھا ہے۔ پڑھ کر بولے آپ کو حضرت صاحب نے بلایا ہے۔ آپ نے فرمایا اور اصرار کیا کہ اس تار کے صحیح معنی بتلاؤ۔ مولوی محمد علی صاحب نے کہا ترجمہ تو یہی ہو سکتا ہے کہ آپ فوری آجائیں۔ آپ پھر کچھ نہیں بولے۔ خاموشی سے وہی قلمدان اٹھایا اور جس حالت میں بیٹھے تھے اٹھ کر بٹالہ کی کچی سڑک پر گئے۔ بعد میں لوگ آپ کے گھر جا کر بستر اور دیگر سامان یکّہ پر لاد کر لائے اور ڈلہ کے پل پر آپ کو آن لیا۔ چنانچہ یکّہ پر بٹھلایا گیا۔ ایک آدھ آدمی ساتھ ہوا۔

خدا پر توکل اس قدر تھا کہ بیان سے باہر۔ جیسا کہ سنا ہے آپ مہاراجہ کشمیر کے خاص حکیم تھے۔ ہزار ڈیڑھ ہزار روپیہ تنخواہ پاتے تھے۔ اس زمانہ میں اس قدر ماہانہ آمدنی بہت تھی مگر آپ کے ساتھ غریب، غرباء، طالب علم، درویش بے انتہا تھے جن کے اخراجات روزمرہ آپ ہی کے دوش پر تھے جس کے باعث یہ آمدنی کفایت نہیں کرتی تھی۔ ایک ساہوکار جو آپ کا بے انتہا ادب کرتا تھا اور آپ کو حساب کتاب میں صاف سمجھتا تھا، بوقتِ ضرورت بے دریغ قرض دیا کرتا تھا۔ آپ پر قرض دو لاکھ کے قریب ہو گیا۔ وہ بنیا اپنی سوجھ بوجھ کے لحاظ سے سمجھایا کرتا تھا کہ مولوی صاحب! آپ خود کو زیر بار زیادہ نہ کیا کریں بلکہ دُکھ تکلیف کیلئے کچھ بچایا کریں۔ پرتاپ سنگھ مہاراجہ کا انتقال ہو گیا۔ امر سنگھ مہاراجہ بنا۔ بھائیوں بھائیوں میں دیرینہ شکر رنجی کا سلسلہ چلا آتا تھا۔ چنانچہ متوفی کے آوردہ اشخاص کو ۲۴ گھنٹہ کا شہر بدر کا حکم مل گیا۔ حضرت مولوی صاحبؓ بھی مستثنیٰ نہ سمجھے گئے۔ گو آپ ایسے پالیٹکس سے بالاتر تھے، مگر کم فہم مہاراج نے اس موتی کو بھی ہاتھ سے گنوا دیا۔ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کو اس امر کا علم دیا۔ آپؑ نے انہیں حکم دیا فوراً قادیان چلے آؤ۔ خدا کی قدرت جب ۲۴ گھنٹہ میں سے صرف ۲ گھنٹے باقی رہ گئے تو اس بنیئے نے پھر آپ کو یاد دہی کرائی کہ مولوی صاحب! آپ نے میری ایک نہ مانی، اگر کچھ اندوختہ ہوتا تو اس بے سر و سامانی کی نوبت نہ آتی۔ مگر مولوی صاحبؓ پر ذرا بھر بھی پریشانی نہ تھی۔ یہ آسمانی مدد سمجھو یا آپ کے صبر کا انعام تھا کہ مہاراج متوفّی کی رانی کا کوئی اے ڈی سی آیا اور بولا رانی صاحبہ کو آپ کے شہر بدر ہونے کا علم ہوا۔ ان کو افسوس ہے کہ ایسا سلوک آپ کے ساتھ کیا گیا ہے، اور رانی صاحبہ کو یہ بھی معلوم ہے کہ آپ مقروض ہیں، قرض دار تقاضا کر رہے ہیں لہذا کچھ رقم بطور امداد بھیجی جاتی ہے۔ حیرت ہے وہ رقم اسی قدر تھی جتنا کہ آپ نے لوگوں کا دینا تھا۔ مولوی صاحبؓ نے بنیئے کو جو وہاں ہی موجود تھا کہا کہ دیکھو متوکل لوگوں کی ہمارا خدا ایسے مدد کرتا ہے۔ قرض کی ادائیگی کرنے کے بعد مولوی صاحب کے پاس کچھ نہ بچا۔ مگر آپ نے اپنے مرشد کے حکم کی تعمیل کرنا تھی۔ آپ اپنے طالب علموں کی جماعت کو لے کر چل پڑے۔ اُس زمانہ میں کراچی ایک تانگہ نما سواری ہوا کرتی تھی جو سری نگر سے چلتی تھی اور ہر بارہ میل پہ راولپنڈی تک پڑاؤ کرتی گھوڑے بدلتی دو تین دن میں سفر طے کر کے پنڈی کے اسٹیشن پر سواریوں کو پہنچا دیتی۔

کشمیر سے واپسی کے اس سفر میں غالباً مولوی عبدالکریم صاحبؓ بھی حضرت مولوی صاحبؓ کے ساتھ تھے۔ چونکہ یہ واقعہ سماعی ہے اس لئے اس کے متعلق میں وثوق سے نہیں کہہ سکتا کہ مولوی عبدالکریم صاحبؓ ہی ساتھ تھے یا کوئی اور مولوی صاحب۔ مزید یہ بھی سنا تھا کہ مولوی عبدالکریم صاحبؓ اس زمانہ کے لحاظ سے زیادہ اچھے اور بہتر کپڑے پہنتے تھے اُن کی واسکٹ میں جیبیں تھیں اس لئے حضرت نورالدین اعظمؓ نے سفر کے لئے جو رقم رکھی تھی یہ کہہ کر کہ مولوی صاحب آپ کی واسکٹ میں جیبیں ہیں رقم آپ کے پاس محفوظ رہے گی رقم ان کے حوالہ کر دی۔ کشمیر سے پنڈی تک کہیں پڑاؤ آتے تھے۔ ایک مقام پہ یہ قافلہ ٹھہرا۔ نماز کا وقت تھا سب نے وضو کیا۔ اُن مولوی صاحب نے وضو کرتے وقت واسکٹ اتار کر قریب ہی ایک درخت پر لٹکا دی مگر بعد فراغت نماز روانگی کے وقت واسکٹ اٹھانا یاد نہ رہا۔ بہت دور نکل گئے تو یاد آیا۔ زادِ راہ یہی تھا۔ بڑی فکر ہوئی۔ بڑے تامل سے حضرت نورالدین اعظمؓ کو اطلاع کی۔ آپ نے کوئی فکر اور پریشانی کا اظہار نہیں کیا اور سفر جاری رکھا قافلہ بے حد پریشان تھا کہ پنڈی پہنچ کر ٹکٹ لینے ہوں گے۔ جب پنڈی کا شہر نظر آنے لگا تو اُن مولوی صاحب نے عرض کی کہ حضور اسٹیشن چلیں یا جہاں آپ فرمائیں وہاں قیام کریں۔ مگر اس متوکل بزرگ ہستی نے اصرار سے کہا اسٹیشن پہ جانا ہوگا اور سفر جاری رکھنا ہوگا۔ ساتھیوں کو دھڑکا اور بے چینی تھی کہ ٹکٹ خرید کرنا ہیں اور سفر کے لئے روپے کی بھی مزید ضرورت ہے مگر حضرت مولوی صاحبؓ کے حکم کا عدول کسی کی مجال نہ تھی۔ پنڈی کا ریلوے اسٹیشن بالکل قریب آگیا اس اثناء میں کیا دیکھتے ہیں ایک لینڈو گاڑی، دو سبک رفتار مشکی گھوڑے جتے ہوئے، کوچوان زری کی پگڑی پہنے، سُرخ کوٹ، بوٹ اور پٹیوں سے آراستہ اور پیچھے دو سائیس ایسے ہی نفیس لباس میں ملبوس، ہاتھ میں چوریاں لئے ہوئے گاڑی تیزی سے لئے آرہے ہیں۔ جب لینڈو گاڑی حضرت مولوی صاحبؓ کی کراچی گاڑی کے قریب پہنچی تو وہیں رک گئی۔ ایک معقول وجیہہ صورت شخص شیروانی اور تنگ پاجامہ میں ملبوس گاڑی سے اُترا۔ اس نے حضرت مولوی صاحبؓ کو درباری سلام کیا اور عرض کیا مجھے فلاں نواب صاحب نے یہ اطلاع پاکر کہ آپ پنڈی آرہے ہیں۔ بھیجا ہے اور آپ کو اپنی کوٹھی پر تشریف لانے کے لئے اصرار کیا ہے کیونکہ ان کی بیگم صاحبہ سخت علیل ہیں۔ کسی طبیب حکیم ڈاکٹر کے علاج سے فائدہ نہیں ہو رہا ہے۔ حضرت مولوی صاحب نے مجبوری کا عذر کیا مگر وہ شخص بے انتہا مصر ہوا۔ بالآخر آپ پہ نزاکتِ حالات کا اثر ہوا۔ آپ نے اصرار کو چھوڑ دیا اور اُس گاڑی میں بیٹھ گئے۔ قافلہ کو سٹیشن جانے کا حکم دیا۔ نواب کی بیگم واقعی بہت بے چین اور علیل تھی۔ آپ نے حسب عادت تشخیص فرمائی جیسا کہ تیر نشانہ پر لگتا ہے تشخیص صحیح ہو تو علاج کا بھی اثر ہوتا ہے چنانچہ کے علاج سے بیگم کو فوراً تسکین سی ہو گئی اور وہ گھبراہٹ قطعی غائب ہو گئی۔ نواب نے ہدیہ پیش کیا وہ زادِ راہ کے لئے کافی کہیں زیادہ تھا۔ قدم قدم پہ اس نوعیت کی نصرت اور تائید کا اظہار ہوتا تھا جس سے اس مردِ نیک کے ساتھ خدا تعالیٰ کے سلوک کا پتہ چلتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعودؑ کی اجازت سے (کہ مولوی صاحب کا بڑھاپے کا عالم ہے اور کسی باعث آپ کی بیگم صاحبہ محترمہ آپ کے کھانے پینے کی طرف جیسا کہ چاہیئے توجہ دینے سے قاصر ہیں) میرے والد مہینوں بلکہ سالوں ایک چار منزلہ توشہ دان کھانے کا دو وقت مولوی صاحبؓ کے لئے بھجواتے رہے۔ بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کے وصال کے بعد بھی آپ کو کھانا جاتا رہا۔ آپ کو عموماً دستوں کا دورہ ہوا کرتا تھا اس سے آپ نہایت کمزور ہو جاتے تھے۔ میں نے اوپر عرض کیا ہے کہ حضرت مولوی صاحبؓ گھوڑی پر سے گر جانے سے زخمی ہو گئے تھے۔ زخم نے آپ کو بے حد نڈھال کر دیا تھا۔ کمزوری اور عمر کی زیادتی کے باعث Complication (پیچیدگی) پیدا ہو گئی تھی۔ پھیپھڑے پر بھی اثر ہو گیا تھا ڈاکٹروں نے مشورہ دیا آپ کو قادیان کی بستی سے نکال کر باہر کوٹھی میں بغرض تبدیلی آب و ہوا لے جایا جائے۔ چنانچہ ہماری کوٹھی "دارالسلام" کا انتخاب اس غرض کے لئے کیا گیا۔ ہم لوگ بھی وہاں رہا کرتے تھے۔ کوٹھی تو بے ڈھنگی مگر وسعت مکانیت بہت تھی۔ حضرت مولوی صاحبؓ اور ان کے اہل و عیال کیلئے مناسب جگہ خالی کی گئی۔ بجز میاں عبدالرحمٰن خانؓ کے دو کمروں کے ہم لوگ جہاں رہتے تھے وہاں ہی رہتے رہے۔ بلکہ حضرت خلیفہ ثانیؓ بھی ان ایام میں ہمارے ساتھ ہی رہے بلکہ آپ حضرت خلیفہ اولؓ کی وفات کے بعد وہاں سے ہی خلیفہ ثانیؓ بن کر نکلے۔ آپ کی دونالی بندوق، الارم گھڑی، جسے ٹائم پیس بھی کہا جا سکتا ہے، ایک آدھ اور چیز حضرت اماں جانؓ دو چار دن کے بعد ساتھ لے گئیں۔ حضرت مولوی صاحبؓ نے انتقال سے تین چار روز قبل وصیت لکھوائی۔ مجھے یاد ہے بڑی کمزور آواز سے یہ الفاظ لکھوائے تھے کہ میرا جانشین عالم باعمل ہو اور اس کے ساتھ اور کچھ بھی لکھوایا۔ وصیت بہت مختصر تھی۔ جو میرے والد صاحبؓ کے سپرد بعد تحریر کی گئی جسے دوسرے خلیفہ کے انتخاب سے قبل پڑھ کر سنایا گیا یہ انتخاب مسجد نور میں ہوا۔ اگر میں غلطی نہیں کرتا میرے والدؓ نے وہ وصیت پڑھ کر سنائی تھی۔ مولوی محمد احسن صاحب امروہویؓ نے بھی میاں صاحب کے حق میں تقریر فرمائی ہر چہار طرف سے یہی آواز آتی تھی۔ میاں صاحب۔ میاں صاحب۔ پگڑیاں پھینک پھینک کر لوگوں نے بیعت کی۔

حضرت مولوی صاحب (خلیفہ اولؓ) کا وصال جمعہ کے روز ہوا تھا۔ میں اور حضرت میاں بشیر احمدؓ جمعہ پڑھ کر "دارالسلام" واپس آ رہے تھے کہ کسی شخص نے مقابل سے آکر کہا حضرت مولوی صاحب اپنے مولیٰ سے جا ملے انا للہ وانا الیہ راجعون میاں بشیر احمدؓ پہلے تیز چلے اور انا للہ الخ پڑھتے جا رہے تھے۔ پھر آپ نے دوڑنا شروع کیا۔ میں نے اپنی وہی چال رکھی۔ وہاں حضرت میاں صاحب (خلیفہ ثانیؓ) ایک روش پر اکیلے ٹہل رہے تھے اور سخت اضطراب کی حالت میں تھے اور ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب، مولوی محمد علی صاحب، ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ اپنی علیحدہ ٹولی بنائے ہوئے کھڑے تھے مختصر یہ ہے کہ حضرت میاں صاحبؓ کا خلیفہ ثانی کی حیثیت سے تقرر ہونے پر بعد بیعت مختصر سی تقریر نئے خلیفہ نے خود کی۔ شام کو کافی اندھیرا ہونے پر تدفین کے لئے بہشتی مقبرہ آپ کو لایا گیا۔ لوگ اللہ اکبر، سبحان اللہ، لا الہ الا اللہ بلند آواز سے پڑھتے ہوئے بہشتی مقبرہ میں جنازے کے ساتھ داخل ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دعائے مغفرت

ا؍جنوری عزیزم اعجاز احمد ۴۳ سال کی عمر میں صرف آدھ گھنٹہ بیمار رہ کر اپنے مولیٰ حقیقی کو پیارا ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نے ۱۲ سال کی عمر میں احمدیت کو قبول کیا اور مرتے دم تک جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا رہا۔ عزیزم سنجر چانگ۔ ضلع حیدرآباد میں کاروبار کرتا تھا۔ بوڑھا باپ۔ بہن بھائیوں کا واحد سہارا تھا۔ چونکہ سب غیر احمدی ہیں۔ ایک بیوی چھوڑی ہے جو احمدی ہے۔

دوستوں سے گذارش ہے کہ عزیز کی مغفرت کے لئے دعا فرما کر مشکور فرمادیں (چوہدری محمد حسین گاڈری معاونوالیا)

میری والدہ صاحبہ مرحومہ

(مکرم ڈاکٹر عطاء الرحمٰن صاحب امیر جماعت احمدیہ ساہیوال)

میری والدہ محترمہ غلام فاطمہ صاحبہ (زوجہ قاضی عظیم اللہ صاحب مرحوم آف فیض اللہ چک صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) مختصر علالت کے بعد ۲۰ر دسمبر ۱۹۷۰ء بروز اتوار ۱۱ بجے شب اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گئیں۔ مرحومہ نے رمضان المبارک کے ۲۵/۲۶ روزے بخیر و خوبی رکھے۔ آخری عشرہ کے دوران نزلہ کی شکایت ہو گئی۔ ہم لوگوں کے زور دینے پر بصد مشکل اس بات پر راضی ہوئیں کہ بقیہ روزوں کا فدیہ دے دیا جائے اور روزے نہ رکھیں۔ نزلہ کی شکایت چند روز علاج سے ٹھیک ہو گئی مگر بعد میں ایک دو روز کے بعد کچھ غنودگی سی رہنے لگی چنانچہ میڈیکل سپیشلسٹ (Medical specialist) نے معائنہ کیا تو انہوں نے مشورہ دیا کہ خون کا معائنہ کروا لیا جاوے کہ Uremia کا اثر تو نہیں۔ خون ٹسٹ کروایا تو معلوم ہوا کہ urea کی مقدار خون میں کچھ زیادہ ہے۔ علاج سے ۳/۲ دن کے بعد کچھ افاقہ ہو گیا اور طبیعت سنبھل گئی۔ مگر ایک دو دن کے بعد ہی طبیعت پھر خراب ہو گئی اور غنودگی رہنے لگی۔ مشن ہسپتال میں داخل کروا دیا گیا۔ جہاں پر پوری کوشش کے باوجود طبیعت سنبھل نہ سکی اور ۲۰ دسمبر ۱۱ بجے شب وہ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

۲۱ر دسمبر بروز سوموار ۹ بجے صبح کے قریب جماعت احمدیہ ساہیوال اور بہت سے غیر از جماعت احباب نے جنازہ پڑھا اور میت کو لے کر بذریعہ ایمبولنس کار ربوہ کے واسطے روانہ ہوئے۔ جہاں پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے بکمال شفقت بعد نماز عصر نماز جنازہ پڑھائی اور مرحومہ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ بعد تدفین دعا مکرم محترم مولانا ابوالعطاء صاحب نے کروائی۔ جماعت احمدیہ ساہیوال کے بہت سے احباب نے میت کے واسطے بکس تیار کر کے اور تکفین اور تجہیز میں مدد فرمائی۔ اور جنازہ کے ہمراہ ربوہ تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کو بہتر اجر دیوے۔ آمین

مرحومہ نہایت متقی و پارسا اور صوم و صلوٰۃ کو نہایت بشاشت اور پابندی سے ادا کرنے والی تھیں۔ بہت مہمان نواز تھیں ان کے عزیزوں میں سے کوئی ان کو ملنے آتا تو ان کو خالی ہاتھ کبھی واپس نہ جانے دیتیں کچھ نہ کچھ نقدی یا کوئی اور تحفہ ضرور ان کو دے دیتیں۔ ہمارا گاؤں فیض اللہ چک قادیان سے ۳ میل جانب شمال مغرب واقع تھا۔ جہاں پر والد ماجد میاں عظیم الدین صاحب پریذیڈنٹ اور سیکرٹری مال کے فرائض ایک عرصہ دراز تک ادا فرماتے رہے سلسلہ احمدیہ کے کاموں کے سلسلہ میں آنے والے علماء کرام اور دیگر احباب کی مہمان نوازی والدہ صاحبہ نہایت بشاشت سے کرتیں

والدہ محترمہ چھوٹے بچوں کو اسلام کے چھوٹے چھوٹے مسائل اور اسلامی تاریخ کی بعض باتیں فراغت کے وقت میں اور خاص طور پر رات کو سوتے وقت سناتیں۔ چنانچہ چھوٹے بچے ہر وقت ان کے ارد گرد رہتے کہ کچھ باتیں سنیں۔

قرآن مجید باترجمہ اور کسی حد تک تفسیر بھی جانتی تھیں۔ محترم حافظ نور محمد صاحب مرحوم آف فیض اللہ چک کے قرآن پاک سے عشق کی وجہ سے ہمارے گاؤں کی تمام مستورات نے قرآن پاک کا علم حاصل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے درجات بلند کرے۔ والدہ محترمہ قرآن کریم کی تلاوت روزانہ التزام سے کرتیں۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور اپنی مغفرت کی چادر میں ڈھانک لیوے اور ہم سب کو صبر جمیل کی توفیق دیوے اور جو برکات والدہ محترمہ کی زندگی میں ان کے ساتھ وابستہ تھیں۔ اپنے فضل سے وہ ان کی وفات کے بعد بھی جاری رکھے اور اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق دیوے

آمین

اس ماہ کے چندہ جات ازراہِ کرم اسی ماہ میں ادا فرمائیے (ناظر بیت المال آمد ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ: مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز قادیان اور صدر انجمن احمدیہ قادیان کی منظوری سے قبل صرف اس لئے شائع کی جا رہی ہیں تا کہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو پندرہ یوم کے اندر اندر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

وصیت نمبر ۱۳۸۰۲

منکہ مبارک احمد ولد فتح محمد صاحب اسلم قوم راجپوت پیشہ طالب علمی عمر ۱۸ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاک خانہ خاص ضلع گورداسپور پنجاب۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۱۴/۹/۷۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت میری جائداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے صرف اس وقت میرے والد صاحب پانچ روپیہ جیب خرچ دیتے ہیں میں اس پانچ روپیہ جیب خرچ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں اگر بعد میں میری اور جائداد یا اور کوئی آمدنی ہوگی تو اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ ادا کرتا رہوں گا۔ میری وفات کے بعد جس قدر ترکہ ہوگا۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد مبارک احمد موصی ابن فتح محمد صاحب اسلم

گواہ شد: میاں اللہ دین صحابی و انچارج دفتر زائرین قادیان۔ ضلع گورداسپور

گواہ شد: عبدالحمید مومن کارکن دفتر زائرین قادیان

وصیت نمبر ۱۳۷۹۸

امۃ العلیم عصمت بنت مرزا وسیم احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ تعلیم عمر پندرہ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان۔ ڈاک خانہ خاص ضلع گورداسپور پنجاب۔

بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۱۷/۸/۷۰ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

اوّل۔ میری اس وقت کوئی جائداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں ہے۔

دوئم۔ مجھے اس وقت مبلغ تیس ۳۰ روپیہ صرف بطور جیب خرچ ملتا ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔

سوئم۔ آئندہ اگر میری ماہانہ آمد میں کوئی کمی بیشی ہوئی تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو دیتی رہوں گی۔

چہارم۔ اگر آئندہ مجھے کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ حاصل ہوئی یا میں نے خود پیدا کی تو میں اسکی اطلاع دفتر مقبرہ بہشتی قادیان کو دوں گی اور اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔

پنجم: میری وفات کے وقت جو میری جائداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

الامۃ: امۃ العلیم معرفت مرزا وسیم احمد قادیان

گواہ شد: مرزا وسیم احمد دارالمسیح قادیان والد موصیہ۔

گواہ شد: فیض احمد گجراتی درویش ولد حافظ غلام غوث صاحب مرحوم ساکن قادیان۔

وصیت نمبر ۱۳۷۹۵

منکہ ملک میمونہ خاتون زوجہ ملک محمد اسماعیل صاحب عمر ۶۵ سال پیدائشی احمدی ساکن ۱۸۳ پاٹلی پتر شہر پٹنہ ضلع پٹنہ صوبہ بہار ہندوستان حال شکاگو امریکہ

بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ یکم جون ۱۹۷۰ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔

(۱) ایک سرائے بالمقابل کوتوالی شہر بھاگلپور مالیتی اندازاً پچاس ہزار روپیہ

(۲) زمین زرعی جملہ رقبہ ۱۸½ بیگھہ واقع موضع کٹانواں تھانہ رجون ضلع بھاگلپور مالیتی اندازاً پندرہ ہزار روپے

(۳) زمین زرعی اندازاً ۱۳½ بیگھہ مشتمل بر چار قطعات واقع شہر بھاگلپور مالیتی بیس ہزار روپے

(۴) زیور طلائی مالیتی اندازاً دو ہزار روپیہ

(۵) رقم بصورت نقدی اکیس ہزار روپیہ

مندرجہ بالا جائداد کے علاوہ مجھے اس جائداد سے اندازاً تین ہزار پانچ صد سالانہ آمد بھی ہوتی ہے۔ جو حسب حالات کم و بیش ہوتی رہتی ہے۔

میں اپنی تمام مندرجہ بالا جائداد و آمد کے ۱/۳ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اگر اس وصیت کے بعد میں کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز صدر انجمن احمدیہ قادیان ہندوستان کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات کے بعد جو ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۳ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

نوٹ: میرا حق مہر مبلغ ایک ہزار روپیہ تھا جو مجھے خاوند کی طرف سے وصول ہو چکا ہے۔

الامۃ: میمونہ خاتون زوجہ ملک محمد اسماعیل صاحب ۱۸۳ پاٹلی پتر پٹنہ شہر ہندوستان

گواہ شد: غلام محمود 9. Malvern Lane. Stony Brook N.Y.

گواہ شد: راشد محمد اللہ دین 6/1/70 30, Somerset St., Syosset N.Y.

وصیت نمبر ۱۳۷۹۶

منکہ ملک محمد اسماعیل ولد ڈاکٹر الٰہی بخش مرحوم پیدائشی احمدی عمر ستر سال ۱۸۳ پاٹلی پتر شہر پٹنہ ہندوستان۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱/۶/۷۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اس وقت میری جائداد حسب ذیل ہے۔

۱۔ ایک مکان پختہ واقع قادیان ضلع گورداسپور۔ ہندوستان۔ الموسوم بھاگلپوری ہاؤس مالیتی تقریباً آٹھ ہزار روپیہ

(۲) زمین زرعی اندازاً تیرہ بیگھہ واقع موضع کٹانواں تھانہ رجون ضلع بھاگلپور ہندوستان مالیتی اندازاً دس ہزار روپیہ

۳۔ ایک مکان بمقام ۱۸۳ پاٹلی پتر شہر پٹنہ جس کی مالیت اندازاً ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ جس کی بالاقساط ادائیگی ہو رہی ہے

۴۔ علاوہ ازیں رقم اندازاً چالیس ہزار روپیہ (۴۰۰۰۰/-) بصورت نقدی بھی ہے لیکن اس وقت میرا گذارہ میری پنشن مبلغ پانچ صد چوالیس روپیہ ماہوار اور زمین وغیرہ کی مبلغ دو صد روپیہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ ہر سال کم و بیش ہوتی رہتی ہے میں اپنی تمام مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۳ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں اگر اس وصیت کے بعد میں کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز صدر انجمن احمدیہ قادیان کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر جو بھی میراث کہ ثابت ہوگا اس کے بھی ۱/۳ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔

العبد:۔ ملک محمد اسماعیل عفی عنہ یکم جون ۱۹۷۰ء
183 - PATLI - PUTRA,
PATNA - 13

گواہ شد: غلام محمود یکم جون ۱۹۷۰ء
9, Malvern Lane,
Stony Brook N.Y.

گواہ شد: راشد محمد اللہ دین 6/1/70
30, Somerset St.,
Syosset, N.Y.

وصیت نمبر: ۱۳۸۰۱

آصفہ بیگم بنت فتح محمد اسلم قوم راجپوت پیشہ طالب علمی عمر ۱۹ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاک خانہ خاص ضلع گورداسپور پنجاب۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۱۴/۹/۷۰ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

اس وقت میری جائداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ صرف اس وقت میرے والد صاحب پانچ روپیہ ماہوار جیب خرچ دیتے ہیں۔ میں اس پانچ روپیہ جیب خرچ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر بعد میں میری جائداد یا آمدنی اور ہوگی تو اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ ادا کرتی رہوں گی۔ میری وفات کے بعد جس قدر ترکہ ہوگا اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

الامۃ: آصفہ بیگم بنت فتح محمد اسلم صاحب

گواہ شد:۔ میاں اللہ دین صحابی انچارج دفتر زائرین۔ قادیان۔

گواہ شد: عبدالحمید مومن کارکن دفتر زائرین قادیان)

ولادت

مکرم ملک احمد یار صاحب پٹواری حویلی مجوکہ تحصیل خوشاب ضلع سرگودہا کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۱؍جنوری ۱۹۷۱ء کو چار لڑکیوں کے بعد فرزند عطا فرمایا ہے۔ الحمدللہ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچہ کا نام ازراہ شفقت فضل احمد تجویز فرمایا ہے۔

احباب جماعت کی خدمت میں درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ نومولود کو لمبی عمر عطا فرمائے صالح خادم دین ہو اسلام اور مخلوق خدا کی ہمدردی رکھنے والا ہو۔ دینی اور دنیوی نعمتوں سے مالا مال ہو۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد)

درخواست دعا

میرے بڑے بھائی ملک محمد مظفر صاحب تا حال زیادہ بیمار ہیں اور کمزوری بہت زیادہ ہو رہی ہے

احباب جماعت اور درویشان قادیان کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔

حکیم مرغوب اللہ جبلی دواخانہ نیا بازار تیخہ پودہ

دورِ ثانی کے واقفین وقفِ عارضی کی فہرست

۲

۱۵۴۲ مکرم جلیل احمد صاحب تجو ربوہ
۱۵۴۳ " رانا اسد اللہ خاں صاحب ربوہ
۱۵۴۴ " ملک عبد الحفیظ صاحب فیروم پور ضلع بہاولپور
۱۵۴۵ " محمد شریف صاحب سیالکوٹ
۱۵۴۶ " عبد الرحمن صاحب بھابڑہ آزاد کشمیر
۱۵۴۷ " منصور احمد صاحب تتہ پانی " "
۱۵۴۸ " خلیل الرحمن صاحب پشاور
۱۵۴۹ " محمد ابراہیم بھامبڑی ربوہ
۱۵۵۰ " چوہدری ظفر اللہ خانصاحب ایڈووکیٹ گوجرانوالہ
۱۵۵۱ بیگم اہلیہ صاحب " " "
۱۵۵۲ مکرم عبد المنان صاحب فیاض میانی ضلع سرگودھا
۱۵۵۳ " عبد الکریم صاحب کوثر تخت ہزارہ "
۱۵۵۴ " نصیر احمد صاحب کھاریاں ضلع گجرات
۱۵۵۵ " محمد صدیق صاحب ربوہ
۱۵۵۶ " مجید احمد صاحب مبارک ربوہ
۱۵۵۷ " علی سردار صاحب ابڑو جیکب آباد ضلع لاڑکانہ
۱۵۵۸ " محمد حنیف صاحب شادی پلی ضلع تھرپارکر
۱۵۵۹ " ماسٹر عبد الرحمن صاحب پاکپتن ضلع ساہیوال
۱۵۶۰ " انعام الحق صاحب کوثر سبی بلوچستان
۱۵۶۱ " بشارت احمد صاحب کرونڈی ضلع نواب شاہ
۱۵۶۲ " منصور احمد صاحب ایاز " "
۱۵۶۳ " سید طیبی عزیز صاحب ربوہ
۱۵۶۴ " ابرار احمد صاحب چنیوٹ ضلع جھنگ
۱۵۶۵ " محمد یٰسین صاحب چک ۲۲۶ گ ب ضلع لائل پور
۱۵۶۶ " اللہ رکھا صاحب چک ۵ مرڑ ضلع شیخوپورہ
۱۵۶۷ " شاہ محمد صاحب چھانگا مانگا ضلع لاہور
۱۵۶۸ " ملک حمید احمد صاحب ربوہ
۱۵۶۹ " ناصر احمد صاحب ملہی چک ۵۰/۴R ضلع بہاولنگر
۱۵۷۰ " چوہدری شکر دین صاحب مانگا ضلع سیالکوٹ
۱۵۷۱ " محمد سلیم صاحب ربوہ
۱۵۷۲ " رانا عبد المنان صاحب ربوہ
۱۵۷۳ " محمد رمضان صاحب کنری ضلع تھرپارکر
۱۵۷۴ " منور احمد صاحب " " "
۱۵۷۵ " ماسٹر غلام سرور صاحب ناصر ڈیرہ غازیخان
۱۵۷۶ " ماسٹر حمید احمد صاحب بشیر آباد ضلع حیدرآباد
۱۵۷۷ " ناصر احمد صاحب ٹیچر حیدرآباد
۱۵۷۸ " فیض محمد صاحب کالا دیور ضلع نواب شاہ
۱۵۷۹ " نذیر صاحب ٹیچر " "
۱۵۸۰ " خورشید عزیز صاحب زرگر حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ
۱۵۸۱ " مختار احمد صاحب بشیر آباد ضلع حیدرآباد
۱۵۸۲ " صوفی بشارت الرحمن صاحب ربوہ
۱۵۸۳ " شیخ مبارک احمد صاحب ربوہ
۱۵۸۴ " نسیم احمد صاحب بشیر ربوہ
۱۵۸۵ " عبد الجلیل صاحب ربوہ
۱۵۸۶ " عبد الغفار صاحب لاہور
۱۵۸۷ " محمد یوسف صاحب سہیل گوجرانوالہ
۱۵۸۸ " محمد اسلم صاحب صابر ربوہ

ضروری اور اہم خبروں کا خلاصہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غیر یقینی حالات ختم ہو جائیں گے

لاڑکانہ ۱۹ جنوری صدر یحییٰ خاں نے آج صبح یہاں کہا کہ ملک کے موجودہ غیر یقینی حالات عوامی حکومت کے قیام کے بعد ختم ہو جائیں گے انہوں نے کہا کہ قیمتوں میں اضافہ کی وجہ بھی غیر یقینی صورت حال ہے جو عنقریب ختم ہو جائے گی۔ صدر یحییٰ خاں مسٹر بھٹو کی رہائش گاہ "المرتضیٰ" میں ضلع لاڑکانہ کے قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے ارکان اور ممتاز شہریوں سے خطاب کر رہے تھے جو صدر سے ملنے کے لئے آئے تھے۔ صدر نے ان سے شکار کے روانہ ہونے سے قبل خطاب کیا۔ صدر نے کہا کہ پیداوار بڑھانے کے لئے ہر شخص کو سخت محنت کرنا پڑے گی۔ خواہ وہ دفتر میں کام کرتا ہو خواہ کھیت میں یا کارخانہ میں کام کرتا ہو۔ اگر آپ پیداوار بڑھائیں گے۔ تو برآمد بڑھ سکے گی جس کے نتیجہ میں آپ زرمبادلہ کما سکیں گے۔ جس سے ملک خوشحال ہوگا۔

متحدہ عرب جمہوریہ کے سفارتی دفتر میں دھماکہ

نیویارک ۱۹ جنوری اقوام متحدہ میں متحدہ عرب جمہوریہ کے سفارتی مشن میں کل خوفناک دھماکے سے آگ لگ گئی اور عمارت کو زبردست نقصان پہنچا یہ دھماکہ اس وقت ہوا جب مصری مندوب محمد حسن زیات شام کی ڈیوٹی کے لئے دفتر آنے والے تھے۔ مصری حکومت نے امریکہ سے اس واقعہ پر سخت احتجاج کیا ہے۔ امریکی حکام کو شبہ ہے کہ یہ حرکت یہودیوں کی دہشت پسند تنظیم ڈیفنس لیگ کی ہے امریکی وزارت خارجہ نے اس حادثہ پر معافی مانگی ہے

روس مصر کی امداد جاری رکھیگا

اسکندریہ ۱۹ جنوری روس کے صدر نکولائی پوڈگورنی نے جہاز سازی کے کارخانے کے کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ روس مصر کو اسرائیلی جارحیت کو ناکام بنانے اور مصری قوم کا معیار زندگی بلند کرنے کے لئے ہر ممکن امداد دیتا رہے گا۔ اور روس اس معاملہ میں لیت و لعل سے کام نہیں لے گا۔ صدر پوڈگورنی کی اس یقین دہانی کے جواب میں صدر انور سادات نے یقین دلایا کہ مصر ہمیشہ روس کا مخلص دوست رہے گا اور اس کے احسانات کو کبھی فراموش نہیں کرے گا۔

اندرا کے مخالفین پر پولیس کا لاٹھی چارج

بمبئی ۱۹ جنوری کل یہاں وزیر اعظم بھارت مسز اندرا گاندھی کی آمد کے موقع پر وزیر اعظم کے حامیوں اور مخالفوں میں تصادم ہو گیا پولیس نے اندرا گاندھی کے مخالفین پر لاٹھی چارج کیا جس سے متعدد افراد زخمی ہو گئے کل بمبئی میں دوسری بار تصادم ہوا۔ اس سے قبل سنیچر کو بھی تصادم ہو چکا ہے بھارتی وزیر اعظم مسز اندرا گاندھی کل اپنے انتخابی دورہ کے سلسلہ میں یہاں پہنچی تھیں۔ ہوائی اڈہ سے اپنی قیام گاہ تک جاتے ہوئے راستہ میں انہیں ایک جگہ خطاب کرنا تھا۔ لیکن جب انہیں پتہ چلا کہ راستے میں ان کے مخالفین بھاری تعداد میں ہیں تو وہ راستہ بدل کر اپنی قیام گاہ چلی گئیں۔

ادائیگی زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی ہے

۱۵۸۹ مکرم محمد صادق صاحب چاہ احمدیاں والہ ضلع ملتان
۱۵۹۰ " چوہدری محمد رفیق صاحب چاہ کرم حسینا والہ " "
۱۵۹۱ " عبد الحمید خان صاحب ربوہ
۱۵۹۲ " مہتاب رانا صاحب ایم اے لاہور
۱۵۹۳ " محمد اکرم صاحب احسان راجاری ضلع تھرپارکر
۱۵۹۴ " سید غلام احمد صاحب گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ
۱۵۹۵ " ماسٹر حمید احمد خانصاحب " " "
۱۵۹۶ " حکیم طالب حسین صاحب خادم بستی عبد اللہ ضلع رحیم یار خاں
۱۵۹۷ " محمد اکرم صاحب انصاف کمپنی لائل پور
۱۵۹۸ " میاں غلام احمد صاحب " " "
۱۵۹۹ " محفوظ اللہ خاں صاحب ربوہ
۱۶۰۰ " عبد المجید صاحب ربوہ

کامل مومن وہی ہوتا ہے جو بدلے ہوئے حالات کے مطابق اپنے فرائض کو سمجھنے کی کوشش کرے

فرائض کی ادائیگی میں حالات کے تغیر کو مدنظر نہ رکھنا انسان کو کسی ثواب کا مستحق نہیں بناتا۔

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ البقرہ کی آیت رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام دعا مانگتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اے خدا اس گھر کی آبادی تیرے بندوں سے وابستہ ہے مگر محض لوگوں کی آبادی کوئی چیز نہیں۔ اصل چیز یہ ہے کہ اس سے تعلق رکھنے والے نیک ہوں۔ پس ہم جو بیت اللہ کو بنانے والے ہیں اور جو دو افراد ہیں ہماری پہلی دعا تو یہ ہے کہ تو خود ہمیں نیک بنا وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ اور پھر ہماری اولاد میں سے ہمیشہ ایک گروہ ایسا موجود رہے جو تیرا مطیع اور فرمانبردار ہو۔ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا اور ہمارے مناسب حال ہمیں عبادت کے طریق بتا اصل بات یہ ہے کہ انسان کے دل میں خواہ کتنا ہی اخلاص ہو اگر اسے طریق معلوم نہ ہو کہ کس طرح گھر کو آباد رکھنا ہے تو پھر بھی وہ غلطی کر سکتا ہے اس لئے وہ دعا کرتے ہیں کہ اے خدا نہ صرف ہمارے دلوں میں ایمان قائم رکھ بلکہ وقتاً فوقتاً ہمیں بھی بتاتا رہ کہ ہم نے کس طرح اسے آباد رکھنا ہے۔ اور ہم وہ کونسا طریق عبادت اختیار کریں جس سے تو خوش ہو اور یہ گھر آباد رہ سکے۔

اس دعا میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے أَرِنَا الْمَنَاسِكَ کہنے کی بجائے مَنَاسِكَنَا کہا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ ہر زمانہ کے حالات بدلتے رہتے ہیں اور کامل مومن وہی ہوتا ہے جو ان فرائض کو سمجھنے کی کوشش کرے۔ جو بدلے ہوئے حالات کے مطابق اس پر عاید ہوتے ہیں۔ محض ایک پرانی لکیر پر چلتے چلے جانا اور حالات کے تغیر کو مدنظر نہ رکھنا انسان کو کسی ثواب کا مستحق نہیں بناتا ......

حدیثوں میں آتا ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ سب سے بڑی نیکی کونسی ہے۔ آپ نے فرمایا سب سے بڑی نیکی تہجد ہے پھر کسی اور نے آپ سے پوچھا کہ سب سے بڑی نیکی کونسی ہے تو آپ نے فرمایا جہاد سب سے بڑی نیکی ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ ہر شخص کے لئے الگ الگ بڑی نیکیاں ہیں۔ جو شخص جہاد نہیں کرتا اس کے لئے جہاد ہی سب سے بڑی نیکی ہے۔ اور جو شخص کبر و نخوت سے بھرا ہوا ہو اس کے لئے سب سے بڑی نیکی یہی ہے کہ وہ کبر و نخوت کو چھوڑ دے جو شخص نیند کا متوالا ہے اور اس وجہ سے عشاء اور صبح کی نمازیں مسجد میں ادا نہیں کر سکتا اس کے لئے سب سے بڑی نیکی تہجد پڑھنا ہے۔ جو شخص ماں باپ کی خدمت نہیں کرتا اس کے لئے سب سے بڑی نیکی ماں باپ کی خدمت کرنا ہے۔ غرض نیکی کا جو کام کسی کے نفس پر بوجھل ہو وہی اس کے لئے سب سے بڑی نیکی ہے۔ اسی طرح جس چیز کی ضرورت دوسروں پر مقدم سمجھی جائے وہی سب سے بڑی نیکی ہے۔ نماز کے وقت نماز ہی سب سے بڑی نیکی ہے اور روزہ کے وقت روزہ ہی سب سے بڑی نیکی ہے۔ غرض انسان کے لئے مختلف اوقات میں مختلف بڑی نیکیاں ہوتی ہیں اسی طرح مختلف اقوام اور افراد اور زمانوں کے لحاظ سے بھی سب سے بڑی نیکی کی تعیین مختلف ہو جاتی ہے۔ جس قوم یا جس فرد یا جس زمانہ کے لئے جس نیکی کی ضرورت ہو وہی اس کے لئے بڑی بن جاتی ہے اور اس پر عمل اسے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا مستحق بنا دیتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام اسی نکتہ کو مدنظر رکھتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ الٰہی ہم کمزور اور ناطاقت ہیں اور ہم پوری طرح تیری عبادت بجا لانے سے قاصر ہیں تو آپ ہم پر رحم کیجیو اور ہمارے مناسب حال عبادت کے طریق بتائیو۔ ہم سے یہ بوجھ نہیں اٹھایا جاتا وَتُبْ عَلَيْنَا مگر الہام کے باوجود جو یہ بتاتا ہے کہ کس طرح اس گھر کو آباد رکھنا چاہیئے اے خدا ہم تیرے بندے ہیں ہم نے غلطیاں بھی کرنی ہیں اس لئے تو ہمیں معاف کر دیا کر اور ہمارے گناہوں سے درگزر کیا کر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ضروری اعلان

موٹروں کا کاروبار کرنے والی ایک فرم کو ایک ماہر سیلزمین کی ضرورت ہے۔ جو موٹر کاروں اور ٹرکوں وغیرہ کی سیل کا وسیع تجربہ رکھتا ہو۔ اور انگریزی خط و کتابت کا کام بھی باحسن طریق انجام دے سکتا ہو امیدوار کا گریجوایٹ ہونا ضروری ہے۔

تجربہ کار خواہشمند احباب مقامی امیر جماعت یا پریذیڈنٹ کی تصدیق کے ساتھ اپنی درخواستیں جلد از جلد درج ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں۔

(م-م- معرفت مینیجر الفضل ربوہ)

درخواست دعا

میرے والد محترم حکیم محمد اشرف صاحب آف احمد آباد اسٹیٹ ضلع تھرپارکر سندھ (جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہے) جلسہ سالانہ کے بعد سے پاؤں پر شدید ورم اور ہچکی کی وجہ سے بیمار ہیں۔ پاؤں میں ٹیسیں اٹھتی رہتی ہیں۔ ہچکی کی وجہ سے بعض راتیں بیٹھ کر گزارنی پڑتی ہیں بخار بھی رہا ہے۔ اس میں اب افاقہ ہے۔

دوست دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین

(مرزا احمد اسلم عارفی منزل ربوہ)

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ وہ الفضل خود خرید کر پڑھے

محترم صوفی عبدالرحیم صاحب لدھیانوی وفات پاگئے

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

ربوہ ۔ افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ محترم صوفی عبدالرحیم صاحب لدھیانوی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیمی اور مخلص صحابی حضرت سید میر عنایت علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند تھے۔ ۱۵؍جنوری بروز جمعۃ المبارک بوقت پونے نو بجے شب حرکت قلب بند ہو جانے کے باعث دارالضیافت ربوہ میں وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۱۶؍جنوری بروز ہفتہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے بعد نماز ظہر نماز جنازہ پڑھائی جس میں مقامی احباب کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ بعد ازاں جنازہ بہشتی مقبرہ لے جا کر مرحوم کی نعش کو وہاں سپرد خاک کیا گیا۔ قبر تیار ہونے پر محترم مولانا ابوالعطاء صاحب صدر مجلس کارپرداز نے دعا کرائی۔

محترم صوفی صاحب مرحوم ۱۹۰۰ء میں لدھیانہ میں پیدا ہوئے بچپن میں اپنے والد حضرت میر عنایت علی صاحبؓ کے ہمراہ اکثر قادیان جاتے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کرنے کا شرف ہوا۔ مرحوم بہت پرجوش احمدی تھے دعاؤں سے بے حد شغف رکھنے والے بہت ملنسار اور مہمان نواز تھے۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں درجات بلند فرمائے اور خاص مقام قرب سے نوازے آمین۔ (رفیق الدین ابن کیپٹن شیخ نواب دین ربوہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴